سید یونس الحسنی

نامانوس بولیاں

گزشتہ دنوں ڈیموکریٹک لائیرز فرنٹ کے زیر اہتمام ایک سیمینار ہوا ''پاک بھارت صورت حال'' موضوع بحث تھا۔ بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصراللہ خاں کی موجودگی میں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ظفر چودھری اور مشہور لبرل خاتون عاصمہ جہانگیر نے عجیب وغریب اور خاصی طرزاز باتیں کیں۔ اخباری خبروں کی تلخیص قابلِ توجہ ہے۔

''سابق ائیر مارشل ظفر چودھری نے کہا کیا یہ ہمارا قومی فرض ہے کہ دوسرے ملکوں میں مذہبی رضا کار بھیج کر مداخلت کریں۔ ملک میں مسلح تنظیمیں بنانے کا کیا جواز ہے؟ بتایا جائے کہ روس کے خلاف ہم نے افغانستان میں مذہبی رضا کار کیوں بھیجے؟ آج افغانستان میں امریکہ نے اگر زیادتی کی ہے تو طالبان نے بھی ضرورت سے زیادہ حماقت کر کے اپنا ملک تباہ کر دیا۔ عین ممکن ہے بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ بھی شاید ہمارے لوگوں نے کیا ہو، امریکہ اسلام کے خلاف ہوتا تو بوسنیا کی مسلمانوں کی مدد کیوں کرتا؟'' ان کی اس تقریر پر تقریب میں شدید ہنگامہ آرائی ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری اور دیگر وکلا تقریب کا بائیکاٹ کر گئے۔ ظفر چودھری نے کہا ''میں محب وطن ہوں اور بھارت کے خلاف جنگ لڑ چکا ہوں۔'' وکلا نے انہیں بھارتی ایجنٹ قرار دیتے ہوئے کہا ''جیسے آپ کے خیالات ہیں ایسے ہی آپ نے جنگ لڑی ہوگی۔'' عاصمہ جہانگیر اس موقع پر مشتعل ہو کر بائیکاٹ کرنے والوں کو جلی کٹی سناتی رہیں۔ کچھ لوگوں نے ان خیالات کے اظہار کو ظفر چودھری کا جمہوری حق قرار دیا۔''

(روزنامہ ''پاکستان''، ''خبریں'' ۵ جنوری ۲۰۰۲ء)

اس گفتگو کا گہری نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو چند اہم نکات افق ذہن پر نمودار ہو کر راسخ العقیدہ مسلمانوں اور محبِ وطن لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ فراہم کرتے ہیں:۔

☆۔ مذہبی تنظیمیں بنانے اور مسلمانوں کی نصرت کے لئے دوسرے ممالک میں رضا کار بھیجنا غلط ہے۔

☆۔ روس کی افواج قاہرہ کے مقابل افغانوں کی مدد نہیں کرنا چاہیے تھی۔

☆۔ امریکہ نے زیادتی نہیں کی بلکہ طالبان نے حماقتوں سے ملکی تباہی مول لی۔

☆۔ امریکہ اسلام کا دشمن نہیں کیونکہ اُس نے بوسینا میں مسلمانوں کی بھرپور مدد کی۔

☆۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور بھارتی پارلیمنٹ پر حملے ہمارے انتہا پسندوں نے کئے۔

☆۔ صاحبِ تقریر محب وطن ہیں اور بھارت کے خلاف جنگ لڑ چکے ہیں۔

یادش بخیر! ۱۹۷۰ء کے عشرے میں پاکستانی مسلح افواج میں کئی ایک ہائی لیول افسران قادیانی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہی کی

در پردہ سازشوں کا شاخسانہ تھا کہ وطن عزیز دولخت ہوگیا اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔مغربی سرحدوں پر بھی اسی گروہ دشمناں کے جرنیلوں نے کئی علاقے بغیر لڑے پلیٹ میں رکھ کر بھارت کے حوالے کر دیئے تھے۔صمدانی رپورٹ اس کی گواہ ہے۔ مرحوم بھٹو کے عہد اقتدار میں ظفر چودھری کچھ عرصہ پاک فضائیہ کے کمانڈر رہے اور اس کے شفاف چہرے پر انتہائی بدنما داغ لگا گئے موصوف سکہ بند کادیانی ہیں۔اسلام کے نام پر وجود پذیر اس ملک کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ سرگودھا ایربیس سے اڑان بھرنے والے لڑاکا طیاروں نے ربوہ (چناب نگر) کے سالانہ جشن ارتداد میں مرزا غلام قادیانی کے پوتے آنجہانی مرزا ناصر کو سلامی دی۔یہی ائیر چیف اس فضائی سیلوٹ کی قیادت کر رہے تھے۔وہ اسی سنگین قانون شکنی کے جرم میں ساتھیوں سمیت فضائیہ سے سبکدوش کر دیئے گئے اور آج کل مخصوص تقاریب میں دل کا بوجھ ہلکا کر کے دانشور بننے کی کوشش میں ہیں۔اُن کے اس اضطراب اور مذہبی جماعتوں پر دھواں دھار تنقید کے پس پردہ کچھ اسباب وعلل بھی ہیں۔جن کا رواں صورت حال میں غیر جانبدار تجزیہ ازبس ضروری ہے۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے آنجناب مرزا غلام کادیانی کے متشدد پیروکار اور ان کی جماعت کے پکے رضا کار ہیں اس لئے ان کے تراشیدہ مذہب کا پس منظر تہہ منظر اور پیش منظر اجمالاً زیر بحث لانا ہوگا تا کہ ان منچلوں کے اعمال، عادات اور خصائل کی علت غایہ آسانی سے سمجھ آ جائے۔یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ہر شخص اپنے مذہبی پیشوا کا متبع ہوتا اور اس کے عطا کردہ معتقدات اور عائد کردہ فرائض کی تکمیل کیلئے جاں تک لڑا دیتا ہے۔بالکل یہی معاملہ مرزائیوں کا ہے۔وہ بانی سلسلہ مرزا غلام کادیانی کو نبی اور مسیح موعود مانتے ہیں جبکہ ان کے بیٹے بشیر الدین محمود کو خلیفۃ المسیح الثانی قرار دے کر واجب الاطاعت گردانتے ہیں۔آیئے !ان باپ بیٹے کے اپنے ماننے والوں کو دیئے گئے احکامات پر ایک اُچٹتی سی نگاہ ڈالیں تا کہ بات آگے بڑھ سکے۔

بانی سلسلہ نے لکھا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(حوالے کے لئے کتاب درثمین اردو مصنفہ مرزا غلام کادیانی شائع کردہ دارالتجلید اردو بازار لاہور ص ۷۴ نظم ''دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے'' منقول از ضمیمہ تحفہ گولڑدیہ ص ۶ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

ایک اور جگہ تحریر کیا۔''دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔'' (حوالے کے لئے کتاب ''اسلام اور جہاد'' از قلم بانی سلسلہ احمدیہ ایڈیشن سوم مارچ ۱۹۵۴ء مطبوعہ لاہور آرٹ پریس باہتمام الشرکۃ الاسلامیہ بکڈپو تالیف وتصنیف لاہور ص ۱۶)

اپنے مذہبی پیشوا کے ان ''فرمودات'' سے ایر مارشل مذکورہ کو سرتابی کی مجال نہیں۔بحالات موجودہ حرمتِ جہاد کی بات کھل کر کہنے کا وہ حوصلہ نہیں رکھتے البتہ مختلف مواقع پر بھڑاس نکالتے ہیں۔ان کی گفتگو کا لب لباب مذہبی رضا کاروں اور جہادی تنظیموں کی تحقیر اور استہزا ہوتا ہے۔مصیبت زدہ مسلمانوں کی معاونت یا محافظت کا کوئی سا اقدام انکے نزدیک نامناسب ہی نہیں بالکل غلط

ہوتا ہے۔ اسی مجہول فلسفے کے تحت وہ روس کے خلاف جنگ میں افغانوں کے ہمقدم پاکستانیوں کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔مغلوب الغضب ہونے کے باعث وہ اپنے مذہبی مسلح تنظیموں اطفال الاحمدیہ، انصارالاحمدیہ اورفرقان بٹالین (سابقہ) کو یکسر نظرانداز کر جاتے ہیں۔ان کا یہ رویہ کسی بھی کلیے قاعدے کے تحت قرینِ انصاف نہیں۔۱۹۷۴ء میں انہی گروہوں نے ربوہ (چناب نگر) ریلوے سٹیشن پر مسلمان طلبہ پر وحشت ناک تشدد کی انتہا کر دی تھی۔ بقول کسے

''مجھے یاد ہے وہ ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو''

ان کا استدلال دیدنی ہے وہ طالبان کو احمق کہتے ہوئے امریکہ کو اسلام کا بہی خواہ قرار دیتے ہیں کہ اس نے بوسنیا میں مسلمانوں کی بہت مدد کی تھی۔ دروغ گوئی، بے خبری یا غفلت شعاری کی یہ بدترین مثال ہے۔امریکہ نے یواین او کی چھتری کی اوٹ سے بوسنیائی مسلموں کو جس بیدردی سے شکار کیا ساری دنیا پر عیاں ہے۔سرب جارحیت کچلنے کے نام پر پوری بارودی طاقت بیچارے مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے میں صرف کی گئی جس کے نتیجے میں جابجا دریافت شدہ اجتماعی قبور سربوں کی بجائے مسلمانوں کی ہیں۔ظفر چودھری کی منطق تسلیم کر لی جائے تو کہنا پڑے گا کہ

☆۔فلسطینی احمق الناس ہیں جو اپنی سرزمین پر تباہی پھیلا رہے ہیں، اسرائیل نے زیادتی نہیں کی۔

☆۔چیچن مسلمان انتہائی نامعقول ہیں کہ وطن برباد کر رہے ہیں، روس بے قصور ہے۔

☆اسلامیانِ کشمیر اپنی حماقتوں کی سزا بھگت رہے ہیں، بھارت تو کوئی ظلم نہیں کر رہا۔

☆۔امریکہ اگر افغانستان کی معدنیات پر قبضہ کرنے آدھمکا ہے تو کوئی تجاوز نہیں کیا۔افغان اپنی بدتمیزیوں کے وبال کا نخچیر ہیں کہ اُنہوں نے اس دور میں نفاذ اسلام کا ناقابل معافی جرم کر کے تہذیب نو سے بغاوت کی تھی۔

عقل سلیم اب سوچ پر ہرگز صاد نہیں کر سکتی البتہ قادیانی مذہباً اسی فکر کے علمبردار ہیں۔مندرجہ صدر نکات جہاد بالسیف سے متعلق ہیں، انہیں ہضم نہیں ہو سکتے۔نام نہاد دانشورانِ دل خوش کن کیفیات کو حماقتوں سے تعبیر کر کے اپنے اندر کی سیاہی کو مزید گہرا کرتے جا رہے ہیں۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اسلامیان پاکستان نے دینی جماعتوں کی قیادت میں زبردست تحریکیں برپا کر کے مرزائیوں کو آئینی طور پر غیرمسلم قرار دلایا تو انہوں نے امریکہ اور برطانیہ کو ملجاء ماویٰ بنالیا۔یوں بھی متنبی قادیاں نے ملکہ وکٹوریہ کو لکھا تھا ''احمدیت آپ کا خود کاشتہ پودا ہے اس کی آبیاری آپ کا فرض ہے''۔ چنانچہ ہردو حکومتیں صیہونیوں کے ساتھ ساتھ اس گروہ غارت گراں کی بھی ہر طرح ناز برداری کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان ملکوں کے ہمالیہ جیسے مظالم بھی عجمی اسرائیلیوں کو عین اسلام لگتے ہیں۔مثل مشہور ہے ''ساون کے اندھے کو ہر طرف ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے'' استعماری بزرجمہروں نے آقایانِ ولی نعمت کے اشارے پر مذہبی تنظیموں کے خلاف انتہا پسندی کا بے پناہ پراپیگنڈہ شروع کر دیا۔پاکستان میں اپنے اَڈّے مظالم کی فرضی داستان طرازی سے اہل مغرب کو متاثر کر کے پاک حکمرانوں پر دباؤ ڈلوایا کہ دینی اداروں پر کریک ڈاؤن کریں۔وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جہاد کے چشمے یہیں سے ابلتے ہیں۔شومئی قسمت ہمارے اقتداریوں نے افغان صورت حال کی آڑ میں نامانوس

بولیاں بولنا شروع کر دی ہیں۔ عالمی دہشت گردوں کی ہمنوائی میں مجاہدین اسلام کو بنیاد پرست، انتہا پسند اور دہشت کہہ کر مصلوب کرنے کیلئے آرڈی نینس لایا گیا ہے۔ سامراجی بروز بغلیں بجا رہا ہے۔ سابق ائیر مارشل نے دو قدم آگے بڑھ کر ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور بھارتی پارلیمنٹ پر حملوں کی ذمہ داری بڑی چابکدستی سے انہی انتہا پسند پاکستانیوں پر ڈال کر اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا۔ انہوں نے بھارت کے خلاف جنگ آزما ہونے کا ذکر بھی کیا۔ راقم کو ان کے خلیفہ المسیح ثانی کا الہامی خطبہ یاد آ رہا ہے جو انہوں نے چوھری اعجاز نصر اللہ بن چودھری اسد اللہ کی تقریب نکاح میں دیا تھا۔ اسے منیر احمد ونیس احمدی نے مرتب کیا اور کادیانی اخبار ''الفضل'' مورخہ ۱۵ راپریل ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا۔ تقریر کے الفاظ مرزائیوں کی حب الوطنی کے ڈھول کا پول خود ہی کھول رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

''اللہ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا کہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کر لے۔ چنانچہ اس رویاء میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے عارضی طور افتراق ہو اور کچھ وقت کیلئے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا ہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں''۔

غور کیجئے! ایک ایک لفظ وطن عزیز کے خلاف تنفرتوں کی آتشِ سوزاں ہے۔ اس جماعت کا ہر پیر و جواں عقرب جرارہ ہے۔ ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ خاکم بدہن پاکستان کا وجود عارضی ہے۔ اس کا اظہار یوں بھی ہوا کہ چناب نگر (ربوہ) کے گورستان میں مدت العمر ایک بورڈ لگا رہا جس کی عبارت کا ملخص یہ ہے کہ یہاں لوگوں کو امانتاً دفن کیا جا رہا ہے، انہیں اکھنڈتا کے وقت کادیان لے جایا جائے گا۔ مسٹر ظفر چودھری بھی اپنے خلیفہ کے احکامات پر ایمان رکھتے ہیں۔ بھارت کے خلاف جنگ وہ بھی انہوں نے بلاشبہ اسی طریقے سے لڑی جو ان کے پیشوا کا وضع کردہ اور پسندیدہ ہے نیز ` س کے وہ خود مذہباً پابند تھے اور ہیں۔ یہ وطن عزیز سے ان کی نام نہاد محبت کا ڈھونگ جس پر اتراتے پھرتے ہیں۔

''خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیئے''

مسٹر چودھری کی تقریر کے خلاف محبِ وطن، غیرت مند وکلاء کے احتجاج پر نام نہاد حقوق نسواں کی پرچم بردار معروف اباحیت پسند خاتون عاصمہ جہانگیر مشتعل ہو کر بہت بہکی بہکی باتیں کرتی رہیں۔ ظفر صاحب کی ہم مذہب یہ خاتون خلیفہ ربوہ آنجہانی کے مذکورہ صدر خطبہ اور عائد کردہ فرض کے مطابق کئی بار پاک بھارت سرحدوں کو مسترد کر چکی ہے۔ یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ اس کے خلاف وسیع تر ردعمل نہیں ہوا۔ مسز جہانگیر کی معیت میں مسٹر ظفر چودھری کو اپنی امید کی رادھا تو ناچتی نظر آئی لیکن وہ اندازہ نہ کر سکے آنگن انتہائی ٹیڑھا ہے۔ اتفاق کی بجائے اختلاف کی خلیج کا پاٹ اور بڑھ گیا ہے جو ایسے طرز تکلم سے کبھی ختم نہیں ہو سکے گا۔ یاد رکھیئے! مسٹر ائیر مارشل آپ نے دفاع وطن کی جنگ لڑی تھی۔ مگر بالکل اسی پیٹرن پر لڑی، جس پیٹرن پر آنجہانی سر ظفر چودھری نے باؤنڈری کمیشن میں قیام پاکستان کی جنگ لڑی تھی۔ ان کی تخلیق ''تحدیث نعمت'' ایسے انکشافات سے بھری پڑی ہے، اسے پڑھیے اور عبرت پکڑیئے۔